دل کی بات

سید یونس الحسنی

اپنے محسنوں کی تحقیر نہ کیجیے

وطن عزیز اس وقت جوہری ٹیکنالوجی کے پھیلاؤ کے حوالے سے مختلف الزامات کی زد میں ہے۔ یوں تو یہ بوچھاڑ طویل عرصے سے جاری ہے لیکن اس کی موجودہ رفتار نے بلاشبہ ایک مشکل صورت حال پیدا کر دی ہے۔ بین الاقوامی ایٹمی توانائی ایجنسی نے ایرانی جوہری پروگرام کی تفصیلات جاننے کے بعد پاکستان پر تعاون کے شبہات کا اظہار کیا ہے اور مبینہ طور پر کچھ پاکستانی سائنسدانوں کے ناموں کی فہرست حکومت کو برائے ضروری تحقیقات بھیجی ہے۔ صدر پرویز بارہا کہہ چکے ہیں کہ ہمارا ایٹمی پروگرام محفوظ ہاتھوں میں ہے، اس میں لیکیج کا سوال ہی پیدا نہیں ہوسکتا۔ اپنے تازہ ترین بیان میں بھی انہوں نے یہ اصرار کیا ہے کہ انٹرنیشنل انڈر ورلڈ ایسے کام میں ملوث ہے جس میں دیگر ایٹمی ممالک کے کچھ لوگ یقینی طور پر شامل ہیں۔ بہ ایں ہمہ یہاں اُن محترم شخصیات کی اندھا دھند پکڑ دھکڑ جاری ہے، جنہوں نے شبانہ روز مخلصانہ کوششوں سے پاکستان کو نیوکلیئر پاورز کی صف میں لا کھڑا کیا۔ یہ لوگ پاکستان کے عظیم ترین محسن ہیں مگر ہماری حکومت نے اُنہیں خاندانوں سمیت حزن وملال کے اوقیانوس میں ڈبو دیا ہے۔ ستم ظریفی کی انتہا ہے کہ انہیں کون، کس وقت جبراً اٹھا کر کہاں لے جاتا ہے، کسی کو معلوم نہیں۔ اپنے اہل خانہ سے بھی انکا رابطہ منقطع ہو جاتا ہے۔ ڈی بریفنگ کے نام پر اب تک جتنے سائنسدانوں کو حراست میں لیا گیا ہے، کوئی نہیں جانتا اُن کے ساتھ کیا سلوک روا رکھا جا رہا ہے۔ اخباری اطلاعات کے مطابق جو حضرات امتحان سے گزر کر لوٹے ہیں اُن پر شدید ترین اضمحلال طاری ہے۔ یہ خبریں ملک بھر میں بے پناہ اضطراب کا باعث بنی ہیں۔ لوگ استفسار کرتے ہیں، جب پاکستان کا ایٹمی پروگرام مکمل طور پر عسکری کنٹرول میں ہے اور تمام سائنسدان بھی کڑی نگرانی میں ہوتے ہیں تو ایران، لیبیا اور شمالی کوریا کو جوہری معلومات یا ٹیکنالوجی کیونکر منتقل ہوئی اور اس کی براہِ راست ذمہ داری کس پر عائد ہوتی ہے؟ بڑی تعجب خیز بات ہے کہ یورپ، امریکہ اور ایشیا کی دوسری جوہری طاقتوں نے اپنے سائنسدانوں کو تحقیق وتفتیش کے شکنجوں میں نہیں کسا، یہ عمل صرف پاکستان میں ہو رہا ہے اور اس سے باشعور اہل وطن مختلف نتائج اخذ کر رہے ہیں، جنہیں کسی صورت واہمے کی زنجیر نہیں کہا جاسکتا۔ عالمی طاقتیں اقوام متحدہ سے اس قانون کی شاید منظوری بھی لے چکی ہیں کہ سلامتی کونسل کے صرف مستقل ارکان ہی ایٹمی ہتھیار رکھ سکیں گے۔ اسی لیے یورپ وامریکہ مل کر بھارت کو سلامتی کونسل کا مستقل رکن بنوانے کی تیاری کر رہے ہیں۔ اگر خدانخواستہ ایسا ہوگیا تو آپ ہی کہیے پاکستان کس صف میں کھڑا ہوگا اور اس کا ایٹمی پروگرام کس حد تک محفوظ رہ سکے گا؟ ظاہر ہے پاکستان کے پاس اس کے سوا کوئی چارہ نہیں ہوگا کہ وہ بھارت کی بالادستی قبول کرتے ہوئے بلا چون وچرا اپنی نیوکلیئر پاور سے دست بردار ہو جائے (نعوذ باللہ)۔ جن حالات نے ہمیں گھیرے میں لے رکھا ہے۔ ان میں زیست کرنے کے لیے باشندگانِ وطن کے سامنے دو راہیں رہ گئی ہیں، وہ بے حسی کی زندگی بسر کریں یا احساس حال کی۔ ہماری نپی تلی رائے ہے کہ اوّل الذکر کیفیت سے زندگی کے طبعی انفعالات کی گتھیاں کبھی سلجھ نہیں سکتیں جبکہ ثانی الذکر سے نئی حرارتیں ملتی ہیں جو قوموں کو نشیب وفراز سے نمٹنے کا حوصلہ بخشتی ہیں۔ مگر صد افسوس! ہم عالمی افق پر نمودار ہونے والے پے در پے واقعات سے بری طرح خوف زدہ ہو کر فرزندانِ وطن کو اپنے ہی پیروں تلے کچل رہے ہیں۔ اس نامسعود سلسلے نے لوگوں